خطبات خواجہ شمس الدین عظیمی

ACD 131

Track - 1

33:00

''حضرت اسماعیل کی قربانی کا روحانی پس منظر (1996-01-08)''

اعوذ باللہ ...

بسم اللہ ...

معزز حاضرین ، اسلام کے ارکان کے سلسلے میں جتنے بھی ارکان اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے ادا کرنے کے لئے حکم دیا ہے ان کے پیچھے جو حکمت اور مصلحت کام کر رہی ہے اس میں ایک تو یہ ہے کہ انسان توحید پر قائم رہ کر اللہ کو ایک مانے۔شرک نہ کرے۔ اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبروں پہ ایمان لائے۔ فرشتوں پر ایمان رکھے۔ یو م آخرت پرایمان رکھے۔ اور اس دنیا کے بعد دوسری دنیا میں جانے کا جو عمل ہے ، مسلسل ایک عمل ہے جو ہمارے سامنے ہے اس دنیا کے لئے یہاں رہتے ہوئے تیاری کرے۔ ہم جب اسلام کے حوالے سے کوئی بھی بات کرتے ہیں تو اس میں سب سے پہلا مرحلہ یہ ہے کہ ایک اللہ کو مانا جائے اور کسی قسم کا شرک نہ کیاجائے۔ تو عید قربان کے حوالے سے حضرت ابراہیم کی یہ جو سنت ہے عمل ہے ۔ حضرت ابراہیم ایسے گھرانے میں پیدا ہوئے جہاں نہ صرف یہ کہ بت پرستی تھی، بلکہ بت بنائے جاتے تھے۔اور وہ ان کے گھرانے سے ان بتوں کو بہت بھاری بھاری قیمت پر خریدتے تھے اور اس کی پوجا کرتے تھے۔ اس کی پرستش کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم نے جب یہ دیکھا اپنے گھر میں کہ ہمارے باپ یا چچا اختلاف ہے اس میں کہ آذر جو تھے چچا تھے باپ نہیں تھے ، یہ بت بناتے ہیں۔ پتھر کا ایک ٹکڑا لے آتے ہیں ، اس کو تراشتے ہیں۔ اس کی ناک بناتے ہیں، اس کی آنکھ بناتے ہیں ۔ ایک بے جان مجسمے میں وہ سارے نقش نگار بنا دیتے ہیں کہ جو کسی انسان میں ہوسکتے ہیں۔اور اس کو اونچی جگہ رکھ کر اس کو مقدس سمجھتے ہوئے اس کو پوجا کرتے ہیں اور اس کے سامنے سجدہ کرتے ہیں اس سے مرادیں مانگتے ہیں۔حضرت ابراہیم نے جب یہ دیکھاکہ اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے بت، پتھر سے تراشیدہ جس میں نہ جان ہے، نہ کوئی حرکت ہے ، نہ وہ سنتا ہے ، نہ دیکھتا ہے ۔ تو وہ کیسے کسی کی ضروریات کی کفالت کرسکتا ہے۔کیسے کسی کی مدد کرسکتا ہے ۔ایک مرتبہ روایات میں ہے ایک دفعہ انہوں نے دیکھا کہ بہت بڑا بت تھا وہاں کہیں سے ایک کتا آیا اور اس نے ٹانگ اٹھا کے اور بت کے اوپر پیشاب کردیا۔ حضرت ابراہیم نے یہ دیکھ کربڑی حیرت کا اظہار کیا کہ یہ کیسا خدا ہوسکتا ہے جو کتے کو بھی نہیں ہٹا سکتا اور اور کتے کے پیشاب سے بھی نہیں بچ سکتا ہے۔ یہاں سے ان کے ذہن میں ایک

ہلچل مچی اور ایک ایسی ہستی کی تلاش ہوئی جس نے پتھر کو بھی بنایا۔ جس
نے انسانوں کو بھی بنایا۔اور جس نے انسان کو بت بنانے کی یا گھر بنانے کی یا
کسی بھی چیز کو بنانے کی صلاحیت عطا کی ۔ تو وہ غور کرتے رہے اور غور کرتے
کرتے ایک رات کو انہوں نے ایک میدان میں چمکتے ہوئے ستارے دیکھے۔تو خیال آیا
یہ جو چمک دمک ہے آسمان میں یہ اس سے تو بے انتہا بہتر ہے اس بت سے کہ
جو مکھی بھی نہیں ہلا سکتا ، اپنی قوت مدافعت بھی نہیں رکھ سکتا، اپنا اس
کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ تو یہ ہوسکتا ہے کہ یہ اللہ ہویا وہ ہستی ہو جس نے
اس ساری کائنات کو تخلیق کیا۔لیکن جب یہ دیکھا کہ ستاروں کے بیچ میں روشن
قندیل نکل آیا چاند نکل آیا اور اس چاند کی روشنی زیادہ تھی جیسے کہ ہم بھی
دیکھتے ہیںکہ ستاروں کی روشنی چاند کے سامنے ماند پڑ گئی۔پھر انہوں نے کہا
یہ میرا خدا ہوسکتا ہے۔اس لئے کہ یہ زیادہ روشن ہے۔تھوڑی دیر کے بعد دیکھا
کہ وہ چاند بھی گھٹنا شروع ہوگیا اور دن نکل آیا، اور تھوڑی دیر میں سورج نکل
آیا۔اب سورج جو نکلا اس نے ساری زمین کو روشن اور منور کردیا۔تو یہ فرمایا
کہ یہ خدا ہوسکتا ہے۔ اس لئے کہ اس نے ساری ظلمت کو، اندھیرے کو، تاریکی
کواس طرح نیست نابود کردیا کہ گوشہ گوشہ اور کونہ کونہ اس کی روشنی سے
منور ہوگیا۔ اس پر غور فرماتے رہے تو دوپہر کا وقت ہوگیا۔ زوال کے بعد ظاہر
ہے سورج جو ہے ڈھلناشروع ہوگیا۔اور ڈھلتے ڈھلتے شام تک تو بالکل ہی اس
کی دھوپ جو ہے کمزور پڑ گئی اور پیلی پڑ گئی۔اور مغرب کے وقت وہ بھی
غروب ہوگیا۔ انہوں نے یہ کہا یہ پھر کیسے ہوسکتا ہے۔ خدا اور مخلوق میں،
اور خالق اور مخلوق میں تو بنیادی فرق یہی ہے کہ مخلوق گھٹتی بڑھتی ہے۔
مخلوق نیست و نابود ہوتی ہے۔ مخلوق چھپ جاتی ہے۔ اب جیسے آپ ہم مرتے
ہیں، مرنے کے بعد ہم چھپ جاتے ہیں۔ ہمارا جسم قبر میں چلا جاتا ہے پتہ نہیں
چلتا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا۔تو انہوں نے کہا یہ کچھ نہیں ہے۔ خالق جو ہے وہ
ایسی ہستی ہے جوجس میں نہ تغیر ہوتا ہے نہ وہ گھٹتاہے نہ وہ بڑھتا ہے ۔
اور انہوں نے اللہ کی وحدانیت کا اقرار کیایعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں اس جدوجہد
اور کوشش اور تجسس کا صلہ عطا فرمایا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کو سمجھ
لیا۔ محسوس کرلیا کہ میرا اللہ ہے۔ اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف مخاطب
ہوکر عرض کیا یا اللہ میں چھپنے والوں کو ، میں زوال پذیر شئے کو ، میں گھٹنے
والی چیز کو خدا نہیں مانتا۔ میں صرف آپ کو اپنا واحد خالق مانتا ہوں۔ اور اے
اللہ مجھے مشرکین سے محفوظ فرمائے اور مشرک جو ہیں ان سے میرا کوئی تعلق
نہیں نہ ہی شرک سے۔ میرا تعلق اللہ سے ہے۔ اس پورے واقعے میں ہم روز
سنتے ہیں، سب کو پتہ ہے یہ جو حضرت ابراہیم کی جو تلاش ہے اس میں اگر
غور و فکر کیا جائے تو یہ حکمت سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے معاملات
میں کوئی بندہ غور و فکر کرتا ہے ، اللہ تعالیٰ کی تلاش میں جدوجہد کرتا ہے ،
اللہ تعالیٰ کو ڈھونڈتا ہے ،اللہ تعالیٰ کی یکتائی میں غور و فکر کرکے اس کو
واحد ہستی ماننے کے لئے اپنی عقل استعمال کرتا ہے ، اپنا ذہن استعمال کرتا ہے

تو اللہ تعالیٰ اس کے اوپر ہدایت کے دروازے کھول دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں کہ جو لوگ میرے لئے جدوجہد کرتے ہیں اور کوشش کرتے ہیمیں لازماً ان کے اوپر ہدایت کے راستے کھول دیتا ہوں۔ حضرت ابراہیم نے جب مان لیا ، اللہ کو میں تو یہ سمجھتا ہونکہ جس طرح ذکر ہورہا ہے اس آیت کا وہ ستارے دیکھے ، چاند دیکھا، سورج دیکھا ۔ چاند ستارے سورج کے گھٹنے بڑھنے کو ملاحظہ فرمایا، نکلتے دیکھا، طلوع ہوتے دیکھا، غروب ہوتے دیکھا یہ ان ساری چیزوں کو جب انہوں نے observe

کیا اور تلاش کیا تو انہوں نے نفی کردی اس بات کی کہ گھٹنے بڑھنے والی چیز اللہ کیسے ہوسکتا ہے ۔ تو اللہ تعالیٰ کو بھی انہوں نے دیکھا، اور دیکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کیا۔اور اس کے بعد پھر وہ سلسلہ شروع ہوگیا۔ پیغمبری کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق تو پہلے ہی تھا۔ اگر تعلق نہ ہوتا تو یہ چاند، سورج، ستاروں کا یہ گھٹنا بڑھنا، غور کرنا اور مشرکین سے اپنے آپ کو الگ کرنا یہ کیسے ہوتا۔ بہرحال وہ تبلیغ شروع ہوگئی۔اس تبلیغ کے بعد بڑی بڑی پریشانیاں بھی آئیں۔ہر پیغمبرنے جس نے تبلیغ کی اللہ کی وحدانیت کا پرچار کیا۔ اس کو لوگوں نے طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں۔آگ جلائی گئی۔ وہ کہتے ہیں اتنی آگ وہ زبردست جلائی گئی تھی کہ میلوں میل دور جو پرندے اڑتے تھے اس کی تپش سے جھلس کر وہ بھی گرجاتے تھے اور مرجاتے تھے۔ اس آگ میں ان کو پھینک دیا گیا۔اللہ تعالیٰ نے معجزہ دکھایا۔حضرت ابراہیم کا معجزہ ہے یہ۔اللہ تعالیٰ نے آگ کو فرمایا ... قلنا یا نار کونی...... علیٰ ابراہیم ... اے آگ تو ابراہیم پر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہوجا۔ یہ دیکھئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ اے آگ تو ٹھنڈی ہوجا۔ اب ٹھنڈی کا یہ بھی ہوسکتا تھا کہ برف جم جاتی۔ اور ایسی برف جم جاتی کہ وہ سلامتی کے لئے نقصان دہ ہوتی۔ برف زیادہ ٹھنڈ ہوتو آدمی جم جاتا ہے ۔ ... و سلام اللہ ... کہ ٹھنڈی ہوجا لیکن اتنی ٹھنڈی ہوجا جس سے ابراہیم کی سلامتی جو ہے وہ قائم رہے اور ابراہیم کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہو۔آگ ٹھنڈی ہوگئی۔ لوگ مختلف باتیں بتاتے ہیں کہ باغ بن گیا، گلزارہوگیا۔ جو بھی کچھ ہوگیا بہرحال یہ کہ اس جہت کی آگ میں الاؤ میں جہاں میلوں میل جو ہے پرندے جل کر بھسم ہوجاتے تھے گر جاتے تھے اس سے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو سلامتی کے ساتھ نکال دیا۔یہ سلسلہ چلتا رہا۔ پچاسی سال کی عمر میں حضرت ابراہیم کے اولاد اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی۔ حضرت اسماعیل ۔ حضرت ابراہیم اور حضرت بی بی ہاجرہ کو حضرت ابراہیم مکہ کی سرزمین پہ جہاں نہ گھاس تھا، نہ کوئی درخت تھا، نہ کوئی سایہ تھا، نہ پانی تھاوہاں چھوڑ آئے۔ اور جب چھوڑ کے وہ جارہے تھے تو حضرت ہاجرہ نے یہ بڑی حضرت ہاجرہ کی بڑی عظمت کی بات ہے۔ اور اس میں خواتین کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ نے بطور خاص ایک پیغام دیا ہے کہ صرف مرد حضرات ہی اللہ کے لئے قربانی اور ایثار نہیں کرتے ۔ مرد حضرات ہی اللہ والے نہیں ہوتے۔ مرد حضرات ہی روحانی نہیں ہوتے۔ خواتین بھی برابر کی

روحانی ہوتی ہیں۔ خواتین کو بھی اللہ تعالیٰ نے جذبہ، ایثار ، قربانی سب کچھ
عطا فرمایا۔تو جب حضرت ابراہیم چھوڑ کر جارہے تھے تو کہا جاتا ہے حضرت
بی بی ہاجرہ نے حضرت ابراہیم سے پوچھا کہ آپ ہمیں کس پر چھوڑ کہ جارہے
ہیں؟ اس بے آب و گیاہ میدان میں نہ یہاپانی ہے۔ نہ یہاں سایہ ہے ، نہ یہاں
کوئی کھانے پینے کی چیز ہے۔ آپ ہمیں کس پر چھوڑ کر جارہے ہیں؟ تو انہوں نے
کہا بھئی اللہ کے اوپر چھوڑ کر جارہا ہوں۔حضرت بی بی ہاجرہ نے فرمایا کہ
بس پھر ٹھیک ہے اب ہمیں کوئی فکر نہیں ہمارے لئے ہمارا اللہ کافی ہے۔ اس
سے دیکھئے حضرت ہاجرہ کی وہ جو طرز فکر ہے وہ روحانی ہے حضرت ہاجرہ
کی اندر کی جو روحانی تحریکات ہیںاس کا آپ کو بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ خیر وہ
چھوڑ کے چلے گئے۔ اب تھوڑی دیر میں پیاس لگی حضرت اسماعیل کو تھوڑی دیر
میں پیاس لگی۔تو وہ رونے لگے۔بہرحال اب انہیں تلاش ہوئی کہ بھئی میں کوئی
تلاش کروں کوئی قافلہ مجھے جاتا ہوا نظر آئے ، کوئی اشارہ کروں ، دو پٹے
ہلاؤں، تو وہاں سے لوگ آئیں اور پانی پینے کا کوئی بندوبست ہو۔ اب آپ اندازہ
لگائیے کہ ایک ماں ایک چھوٹا بچہ اس کو پانی کی ضرورت ہے۔پانی وہاں ہے
نہیں۔تو اس ماں کا کیا حال ہوا ہوگاکہ بچے کی پیاس کو کس طرح پورا کیا
جائے۔ تو انہوں نے بھاگ دوڑ میں صفا مروہ میں دوڑنا شروع کیا۔ اس خیال میں
کہ شاید اس پہاڑی سے کوئی قافلہ نظر آجائے۔ تو وہاں جب قافلہ نظر نہیں آیا
تو دوڑ کے اس پہاڑی میں چلی گئیں۔مروہ کی طرف چلی گئیں کہ شایدوہاں
کوئی قافلہ جاتا ہوا نظر آئے میں اشارہ کرکے بلاؤں، میرے بچے کے پانی کا کوئی
انتظام ہوجائے۔ تو اس طرح وہ سات مرتبہ صفا مروہ پہ دوڑتی رہیں۔اور
ساتویں مرتبہ انہوں نے بڑا عجیب و غریب منظر دیکھاکہ جہاں حضرت اسماعیل
لیٹے ہوئے تھے وہاں ایک پانی کا چشمہ ابل رہا ہے ۔اورا س میں پانی کے چشمے
میں جب انہوں دیکھا کہ پانی بہہ رہا ہے تو سب سے پہلے انہوں نے یہ کیا کہ
جلدی جلدی وہاںسے مٹی جمع کرکے اس کو پانی کو روکا تاکہ پانی بہہ نہ جائے۔
اور پھر حضرت اسماعیل کو پانی پلایا۔ اس میں ایک بات جو بہت زیادہ غور
طلب ہے اور آپ جو یہاں مرد حضرات تشریف فرما ہیںان کو اپنے گھروں میں یہ
اپنی بیویوں کو ، اپنی بیٹیوں کو ، اپنی بہنوں کو ، اپنی بہوؤں کو بتانا چاہئیے کہ
اللہ تعالیٰ نے عورت کو بھی اتنی بڑی عظمت عطا کردی ہے کہ حج کا سارا
فلسفہ ہی حضرت ہاجرہ کے اوپر چل رہا ہے۔ حضرت ہاجرہ کا یہ جو بھاگنا
دوڑنا ہے یہ اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا ، اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں ...
ان الصفا و المروۃ من شعائر اللہ ... کہ یہ حضرت ہاجرہ کا جو بھاگنا ہے صفا
سے مروہ کی طرف اور مروہ سے صفا کی طرف اپنے بیٹے کے لئے پانی کی تلاش
میں یہ اللہ تعالیٰ کا یہ اس کو اپنا پسندیدہ عمل قرار دے دیا۔ تو اب آپ یوں
کہیں گے کہ حج کے فلسفے میں بات یہ بہت اہم ہے جو آپ کو ابھی سے اپنی
بچیوں کو، اپنی بیٹیوں کو بتانی چاہئیے تاکہ ان کے ذہن پختہ ہوں کہ یہ حج میں
جو صفا مروہ کا بھاگنا دوڑنا ہے یہ حضرت ہاجرہ کی سنت ہے۔ صفا مروہ میں

اگر آپ بھاگ دوڑ نہ کریں ۔ حج تو بڑا فریضہ ہے ۔ عمرہ بھی پورا نہیں ہوتا۔
عمرہ کے لئے بھی ضروری ہے پہلے آپ سات طواف کریں۔ اس کے بعد پھر سعی
کریں۔ تب آپ کے عمرہ کی تکمیل ہوتی ہے۔ جس طرح حضرت ابراہیم
حضرت اسماعیل نے خانہ کعبہ کا طواف کیا تھا وہ طواف بھی اللہ تعالیٰ نے
تمام مسلمانوںپر فرض کردیا ہے کہ سات چکر لگائے۔ اسی طرح ایک خاتون نے
جب بچے کی پیاس بجھانے کے لئے بھاگ دوڑ کی اور اللہ تعالیٰ کے نام پر اس جنگل
میں خوشی کے ساتھ اور شکر کے ساتھ بیٹھ گئیں۔یہ دیکھیں ناں آپ سے عرض
کیا کہ حضرت ابراہیم سے حضرت ہاجرہ نے پوچھا کہ آپ ہمیں کس پر چھوڑ
کر جارہے ہیں؟ اس میدان میں وہاں کوئی نہ درخت ہے ، نہ پانی ہے ، نہ کوئی
پھل کا درخت ہے۔پھل تو چھوڑئیے سایہ دار کوئی درخت نہیں۔تو حضرت ابراہیم
نے فرمایا اللہ کے حکم سے ہے۔ تو حضرت ہاجرہ نے کہا کہ اگر یہ سب اللہ کے
حکم سے ہے تو ہم راضی برضا ہیں۔ ہمارا اللہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ اب
اس سے حضرت ہاجرہ کی جو طرز فکر ہے اللہ کے اوپر جو یقین ہے ، اللہ کے
ساتھ جو ان کی وابستگی ہے ، وہ صاف ظاہر ہے۔ بھئی ایک عورت آپ دیکھیں
اندازہ لگائیے ایک عام عورت کوئی ہوتی اور اس کو اس کا شوہر اس طرح
جنگل بیابان چھوڑ جاتاوہ کتنا واویلا کرتی۔روتی۔ اس کے پیچھے دوڑتی۔ بھاگتی۔
لیکن جب حضرت ابراہیم نے حضرت ہاجرہ سے یہ کہا کہ یہ میں سب اللہ کے
حکم سے کررہا ہوں۔تو انہوں نے کہا ٹھیک ہے پھر آپ جائیں ہمارا اللہ ہمارے
لئے کافی ہے۔یعنی دیکھئے اللہ تعالیٰ یہ بتارہے ہیں مرد عورت میں جو فضیلت
کی بنیاد جو ہے وہ مرد عورت ہونا نہیں ہے۔اگر عورت کے اندر بھی اللہ سے
تعلق اور اللہ سے قربت ہے تو اللہ کے نزدیک وہ عورت بھی اتنی ہی مقبول ہے
جتنا ایک مرد مقبول ہوتا ہے۔ مثلاً آپ غور فرمائیں یہ میں آپ سے اس لئے عرض
کررہا ہوں میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اپنے گھروں میں اپنے بچوں کو لے کر
بیٹھیںاپنے بچوں کو حضرت اسماعیل کی قربانی بتائیں کہ جب حضرت ابراہیم نے
ان کو کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا کہ میں تجھے اللہ کے نام پہ ذبح کررہا
ہوں۔اللہ نے کہا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کردو۔ آپ غور فرمائیں پچاسی سال کی
عمر تک اولاد نہیں ہوئی۔ ہر باپ جو یہاں بیٹھا ہوا ہے ذرا اپنے دل کو ٹٹول کے
دیکھیں ۔ پچاسی سال کی عمر میں اولاد ہوئی۔اور اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ذبح
کردو میرے نام پہ۔اب جب حضرت ابراہیم نے حضرت اسماعیل سے یہ فرمایا
کہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ میں تجھے اللہ کے نام پہ ذبح کردوں تو حضرت
اسماعیل نے کہا کہ اے میرے باپ یہ کام کر گزرئیے انشاء اللہ مجھے صابرین میں
پائیں گے۔یعنی یہ نہیں کہا حضرت اسماعیل نے کہ بھئی کیسی باتیں کررہے ہو؟
کسی باپ نے کسی کو کبھی ذبح کیا ہے؟ اور اللہ میاں کو نعوذ باللہ کیا ضرورت
پڑی کہ میری قربانی اتنے دنبے، بکرے، اونٹ کیانہیں ہیں؟ لیکن دیکھئے حضرت
اسماعیل نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔انہوں نے فرمایا اللہ نے آپ کو یہ حکم
دیا ہے آپ اسے کرگزرئیے مجھے آپ صابرین میں سے پائیں گے۔تو جب حضرت

اسماعیل کو حضرت ابراہیم نے ذبح کرنے کے لئے انہیں لٹایا تو حضرت اسماعیل
نے ان سے کہا اے باپ! آنکھوں پر پٹی باندھ لیجئے ۔ ہوسکتا ہے کہ میں مجھے
تکلیف ہو، میں تڑپوں، دیکھئے بکرے بھی تڑپتے ہیں، گائے بھی ۔ تو میں تڑپوں تو
آپ کا کہیں ہاتھ ہل جائے آپ کے ارادے میں کوئی کمزوری آجائے گی۔تو آپ ایسا
کریں آنکھوں میں پٹی باندھ لیں تاکہ آپ کو کچھ نظر نہ آئے۔اور آپ یہ اللہ کا
جو حکم ہے اس کو آپ انجام دے دیں۔اب یہ ایسا عمل ہے حضرت اسماعیل کا
کہ ہمیں بحیثیت باپ کے اپنے بچوں کو بتانا چاہئیے، سمجھانا چاہئیے کہ بھئی یہ
جو عید ہے ۔ بقر عید جو ہے اس میں یہ تو ٹھیک ہے کہ بھئی اچھے اچھے کپڑے
پہنو۔نہاؤ، دھوؤ، خوشبوئیں لگاؤ، قربانیاں کرو۔گلے ملو۔یہ تو اپنی جگہ بالکل
صحیح ہے۔ لیکن اس میں ایک سبق بھی تو ہے ناحضرت اسماعیل اپنے باپ سے
یہ کہاکہ آپ مجھے قربان کردیں مجھے صابرین میں پائیں گے۔یہ میرا پورا پورا
تعاون آپ کے ساتھ ہے۔اسی صورت سے اپنی بچیوں کو یہ بتانے کی بات ہے کہ
بھئی حج کے فلسفے میں تو اگر حضرت ہاجرہ کے کئے ہوئے عمل کو نہ کیا جائے
تو نہ حج ہوتا ہے نہ عمرہ ہوتا ہے۔تو اس سے جب آپ اپنے بچوں میں بیٹھیں گے
۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کو بٹھا کر باتیں کریں گے توان کے دلوں میں بھی حضرت
اسماعیل کا یقین منتقل ہوگا۔ ہماری بچیوں کے دلوں میں حضرت ہاجرہ کا جو
اللہ کے ساتھ یقین تھا وابستگی تھی وہ منتقل ہوگی۔اور وہ ذبح کردیا۔ جب ذبح
کردیا تو اللہ تعالیٰ نے اس بات کو اس عمل کو حضرت ابراہیم کے اس عمل
پسند فرمایا۔ اور دنبہ آگیا اور ذبح ہوگیا۔تو اب یہ جو قربانی ہے ۔ یہ جو حج کا
یا قربانی کا فلسفہ ہے ۔ یہ جو قربانی ہے اس کے پیچھے یہی حکمت ہوئی نانکہ
حضرت ابراہیم نے جو ایثار کیا اللہ کے لئے بیٹے کی جو قربانی دی اللہ کے لئے ہم
اس پر عمل کررہے ہیں۔جب ہم حضرت ابراہیم کی سنت پر عمل کرتے ہیتو
اس کا سیدھا سا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم کا جو ذہن ہے ۔ حضرت
ابراہیم کا اللہ کے ساتھ جو یقین ہے وہ ہمارے اندر منتقل ہوتا ہے۔یہ حج میں
یہ بہت بڑی بات ہے جو میں نے آپ سب حضرات کے سامنے عرض کیا اور میں یہ
چاہتا ہوں اور آپ بھی یقینا چاہتے ہوں گے ۔ آج کے دور میں ایک بڑی شکایت ہے
بزرگوں کو ۔ آپ کو بھی ہوگی کہ جنریشن گیپ ہوگیا۔ کیا ہے بھئی یہ جنریشن
گیپ؟ وہ یہ ہے کہ بچے والدین کی بات نہیں سنتے۔بچے نالائق ہوگئے ہیں۔
نافرمان ہوگئے۔جواب دیتے ہیں۔بچے اب دیکھیں مساجد میں یا کسی بھی مسجد
میں چلے جائیے وہاں بڈھے بڈھے آدمی نظر آتے ہیں جوان آدمی تو اکّا دکّا ہی
کوئی نظر آتا ہے۔کیا مطلب ہوا بھئی؟ کیا اسلام صرف بوڑھوں کے لئے ہے؟ یہ
سب اس لئے ہے کہ میں نے جو اس بات پر غور کیا وہ میں توبھائی یہ غور کیا کہ
ہم جو لوگ ہیں اس میں میں بھی شامل ہوں ہم نے اپنی اولاد سے خود ہی
دوری اختیار کرلی ہے۔اب یہاں اتنے سارے لوگ بیٹھے ہوئے ہیبتائیے کون باپ ایسا
ہے کہ جو اپنے ہمار ے بزرگوں کی طرح اپنے بچوں کو لے کر بیٹھتا ہو۔ پیغمبروں
کے قصے سناتا ہو۔یا اللہ کے اسلام کی نظام کی انہیں حکمتیں بتاتا ہو۔ اور آج

جو ہم اس عمر میں ہیںآپ اپنے والدین کو بھی یاد کرلیجئے کہیں کوئی بزرگ آگیا
بچوں کو لے کر جارہے ہیں، کہیںکوئی میلاد ہورہا ہے بچوںکو لے کر جارہے
ہیں،مدرسوں میں درس و تدریس ہورہی ہے تو بچوں کو لے کر جارہے ہیں،
بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم دلوارہے ہیں۔اب یہاں صورت یہ ہے کہ ڈھائی سال
کا بچہ اسکول میں تو چلا جائے لیکن پانچ سال کا بچہ کسی عربی مدرسے میں
نہیں جاتا۔اسی صورت سے والدین صبح کو گئے رات کو آئے ۔ اب تو لوگ لطیفے
کے طور پر بیان کرتے ہیں کہ صاحب جب ابا جاتے ہیں بچے سوتے ہیںاور جب ابا
آتے ہیں جب بھی بچے سوتے رہتے ہیں، ہفتے میں ایک آدھ دفعہ ملاقات ہوجاتی
ہے۔تو یہ جو ہماری جو دوری ہے ۔ ہماری نسل کی یا ہمارے بزرگوں کی تو اس
میں میں تو سمجھتا ہوں کہ ہمارے بڑوں کا زیادہ قصور ہے بہ نسبت بچوں کے۔
تو ا س کا ایک ہی طریقہ ہے وہ طریقہ یہ ہے کہ آپ اپنے بچوں میں بیٹھیں، ان
کے ساتھ ہنسی مذاق بھی کریں۔اور ان کے ساتھ غصّہ بھی کریں۔ غصّے کا
مطلب یہ تھوڑی ہے کہ ہر وقت وہ آپ نے سنا ہوگا میں نے بھی سنا کہ صاحب
بچے کو کیا سونے کا نوالہ کھلاؤ اور شیر کی نظر سے دیکھو۔آپ ایک بکری پالیں،
اسے بہترین غذا کھلائیں۔اور ہفتے میں ایک دفعہ شیر دکھادیں اسے تو وہ بکری
کا کیا حال ہوگا جی؟ اس کو تو سوائے ہڈی کے کچھ بھی نظر نہیں آئے گا۔ تو
مقصد یہ ہے کہ آپ یہ جنریشن گیپ جو آپ کی ہے یعنی جنریشن گیپ کا مطلب
ہے بزرگوں اور نوجوانوں کے درمیان میں فاصلہ آگیا۔تو یہ فاصلہ بڑی آسانی سے
ختم ہوسکتا ہے کہ آپ اب ایک بچے ہے اب آپ اس کو کہیں کہ حضرت
اسماعیل چھوٹے سے تھے ۔ ان کے ابا نے خواب دیکھا ۔ اب آپ غور فرمائیں کہ
گھر کے جتنے بھی چھوٹے بچے ہیںکیا ان کو اس واقعے میں اٹریکشن نہیں ہوگی؟
وہ تو بچے کا نام سنتے ہی آپ کی طرف متوجہ ہوجائیں گے۔ بچیاں ہیں ان میں
آپ انہیں بھی لیکر بیٹھ جائیں انہیں بھی حضرت ہاجرہ کی ، ایک خاتون تھیوہ
پہلا بچہ تھا وہ لڑکی تھی۔حضر ت اسماعیل تو پہلی اولاد تھی ناں، وہ لڑکی
ماں بن گئی، کیا آپ یہ دیکھیں جیسے ہی آپ یہ ذکر کریں گے حضرت ہاجرہ
ایک خاتون لڑکی تھیں، پھر ان کی شادی ہوگئی، ان کے بیٹا ہوا۔کیا گھر کی
لڑکیاں اس واقعے کی طرف متوجہ نہیں ہوں گی؟ آپ بزرگوں میں بیٹھیںکہ
حضرت ابراہیم تھے ۔ ان کے گھروں میں دولت کے انبار لگے ہوئے تھے۔ ان کے
گھر کے بتوں کو بادشاہ پوجتے تھے۔آپ غور کریں جس گھرانے کے مورتیوں کو
بادشاہ اپنے محلوں میں رکھتے ہوںاوراس کی پوجا پاٹ کرتے ہوںوہ غریب تو نہیں
ہوسکتا۔یا ہوسکتا ہے؟ دولت بھی تھی، دنیا بھی تھی۔عزت بھی تھی، بھئی
عزت کی تو ویسی ہی بات ہے کہ آذر کے بنائے ہوئے بت جو ہے بادشاہ صاحب کا
خدا ہے نعوذ باللہ ۔ اس سے بڑی دنیاوی عزت کیا ہوسکتی ہے؟لیکن ان تمام
چیزوں کو انہوں نے نظر اندا ز کیا ۔ ان تمام چیزوں کو رد کیا۔اور یہ کہا یہ کچھ
نہیں ہے۔یہ کیسے ہوسکتا ہے؟کہ ایک پتھر بے جان پتھر ایک آدمی نے اس کی
آنکھ بنادی، ناک بنادی اور اسے بڑی اونچی چوکی پر رکھ دیا اور اس کو سب

سجدہ کررہے ہیں کہ یہ میرا خدا ہے۔یہ میری ضروریات اور وسائل پورے کرے
گا۔ تو جب آپ اپنے بچوں کو نوجوانوں کو دامادوں کو بٹھا کر یہ بات کریں گے ۔
کیونکہ وہ ان کی عمر کے مطابق بات ہے۔ کیا وہ آپ کی طرف متوجہ نہیں ہوں
گے؟ لازمی متوجہ ہوں گے۔سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز کا ایک
نظام بنایا۔مساجد میں، محلے کی مساجد میں نماز پڑھو۔ جمعے کی نماز پڑھو۔
عید کی نماز پڑھو۔ماں باپ چلے جارہے ہیں۔ کوئی یہ میں نے تو نہیں دیکھا کہ
پانچ سال چھ سال کے بچے کو اما ابا لے کر جارہے ہیں نماز پڑھنے۔ہم نے اپنے والد
صاحب کو بھی دیکھا ۔ اپنے آپ کو بھی دیکھا۔ اپنے بھائیوں کو بھی دیکھا۔ تو جب
بھی نماز پڑھنے جاتے تھے وہ اور نمازیں تو چھوڑو، فجر کی نماز تو سردی پڑ رہی
ہے اس وقت جناب حکم ہے چلو اٹھو ۔ اور فجر کی نماز انگلی پکڑ کر فجر کی
نماز پڑھانے لے جارہے ہیں۔اب بعد میں جو بھی کچھ ہوا۔ دیکھیں میرے باپ نے
بھی میری ڈیوٹی پوری کردی۔ کیا ہم بحیثیت باپ کے اپنی اولاد کے لئے یہ ڈیوٹی
پوری کررہے ہیں۔خود چلے جار ہے ہیں نماز پڑھنے۔ یہ بڑی اچھی بات ہے ۔
لیکن اگر ساتھ ساتھ آپ بچے کو بھی لے جائیں۔وہاں جاکر ان کو بٹھائیں۔ اچھے
اچھے جو لوگ آتے ہیں ان سے ملوائیں۔ ظاہر ہے بچے بھی اسلام کے پیروکار بنیں
گے۔اسلام کی ان کے اندر محبت پیدا ہوگی۔اب ہر آدمی یہ کہتا ہے کہ صاحب
اسلام سے دوری ہے۔بھائی دوری تو اس لئے ہے کہ والدین بچے کو کمپیوٹر تو
لاکر دے دیتے ہیں۔ وہ سارے دن ساری رات اس میں بیٹھا گیم بھی کھیلتا رہتا
ہے۔لیکن جب نماز کا وقت آتا ہے اباجی خود ہی جاکر ... اول تو وہ پڑھتے نہیں
ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ باپ خود نماز نہیں پڑھے گا تو بیٹا کہاں سے نماز
پڑھے گا۔لیکن جو لوگ نماز ادا بھی کرتے ہیںوہ خود ہی مسجد میں گئے پڑھ کے
آگئے ۔ اب آپ یہ میں ایسی کوئی بات نہیں کہہ رہا ہوں آپ کے تجربے میں ہے
کسی بھی مسجد میں آپ چلے جائیں۔وہاں اکثریت جو ہے بوڑھے لوگوں کی ملتی
ہے۔آپ کہتے ہیں بیٹے مانتے نہیں۔یہ بات صحیح نہیں ہے۔اگر آپ آٹھ سال، نو
سال ، بارہ سال کے بچے کو ساتھ لے کر جائیں ، آپ انہیں پریکٹس کرائیںانہیں تو
خود بخود عادت پڑ جائے گی۔اور پہلی بات یہ ہے کہ آپ اپنے بچوں کو وہ کچھ
سکھاتے ہیجو آپ خود نہیں کرتے۔آپ کہتے ہیں جی حلال روزی کھاؤ۔ آپ خود
نہیں کھاتے۔ تو یہ جو دوغلا عمل ہے یہ جو منافقانہ طرز عمل ہے ، اس
منافقانہ طرز عمل سے ہماری نسل اپنے بڑوں سے دور ہوگئی ہے۔اللہ تعالیٰ ہم
سب کو توفیق عطا فرمائے اور یہ جو بقر عید کا جو فلسفہ ہے اس کے پیچھے
یہی حکمت ہے اللہ تعالیٰ یہی بتارہے ہیں کہ حضرت ابراہیم نے جو کچھ کیا
ہے ایثار کیا، یقین کا مظاہرہ کیا ، حضور پاک ﷺ کی امت بھی اس کا مظاہرہ
کرے۔ حضرت اسماعیل قربانی کا پس منظرمیں بھی یہی بات ہے کہ حضرت
اسماعیل کی قربانی ہمیں یہ درس دیتی ہے کہ اللہ کے لئے کوئی چیز محبت
والی نہیں ہے۔ پہلے اللہ ہے پھر دوسری چیزیں ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت
ابراہیم اور حضرت اسماعیل اور تمام پیغمبران علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرز

فکر کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق دے۔اور سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے بنائے ہوئے جو قانون ہے نمازکا ،روزے کا،حج کا ، زکوٰۃ کا اس کے اندر
جو اجتماعیت ہے ۔ اس اجتماعیت کو ہمیں قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔
اور یہ جو مسلمانوں میں تفرقہ بے شمار ابھی ایک رپورٹ چھپی ہے امریکہ میں
ایک رپورٹ چھپی ہے ۔ ہم تو یہ سنتے رہتے تھے کہ بہتّر فرقے مسلمانومیں ہوں
گے اور رپورٹ میں پڑھا تھا اس میں اس وقت مسلمانوں کے دو سو سے زائد
فرقے موجود ہیں۔ اب دیکھیں ایک آدمی ہے اس کے آٹھ بیٹے ہیں۔ اگر آٹھ بیٹے
الگ الگ ہوجائیں گے۔الگ الگ ان کا ذہن ہوگا۔ تو اس گھر کی برکت بھی اڑ
جائے گی۔ اس گھر کا شیرازہ بکھر جائے گا۔تو مسلمانوں میں جو لوگوں میں
بہت زیادہ بربادی، پریشانی ، زبوں حالی ہے اس کی وجہ بھی یہ ہے کہ ہم آپس
میں ٹکڑیومیں بٹ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب تم ٹکڑیوں میں بٹ
جاؤگئے تو تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔اور تمہارا رعب داب ختم ہوجائے گا۔ اللہ
تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور تفرقوں سے
ہماری حفاظت فرمائے (آمین)۔